

فاطمہ سلام اللہ علیہا جن پر خاندان نبوت کو ناز ہے

<"xml encoding="UTF-8?">

ایام فاطمیہ روان داؤں ہیں اور ان ایام میں اس کائنات کی سب سے عظیم ہستی مرسل اعظم حضرت محمد مصطفیٰ کی دختر واحدکا یوم شہادت ۳ ربیع الآخر کو منایا جاتا ہے اور یہ ایک قرآن کی حقیقت ہے اس کو ہر ذی روح قرآن کے توسل سے تسلیم کرتا ہے کہ بحیث جنس کے عورت کے مد مقابل مرد کا بلہ بھاری ہے جیسا کہ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ مرد کے بلمقابل دو عورتوں کی گواہی کو لازم ہے۔ مگر اس بات کو ہرگز در گزر نہیں کرنا چاہئے کہ میدان عمل میں عورت کسی بھی اعتبار سے کم اور مرد کے مد مقابل اس کوئی فرق موجود نہیں۔

جیسا کہ اللہ کی کتاب میں سورہ النحل کی آیت ۹۷ میں ارشاد باری تعالیٰ ہوا ہے اگر عورت اور مرد جو شخص بھی نیک کار انجام دے وہ ایمان دار بھی ہے تو ہم اسے پاک اور منزہ زندگی عطا کریں گے۔ اور یہ عمل ہی اس وزن ہو گا یہاں پر تاریخ بھی گواہی دے رہی ہے کہ جب کبھی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا بارگاہ رسالت ماب میں قدم رنجا فرماتی تو مرسل اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔

ہر چیز کائنات نبی پر نثار ہے
دنیا تو فاطمہ کے قدم کا غبار ہے

اگر تاریخ انسانیت کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ میں ایسی بہت سی خواتین موجود ہیں جنہوں نے اصلاح معاشرہ اور ملت اور مذہب اسلام کی ترقی اور تعمیر میں جان نچا کر کے نمایاں کردار ادا کیے ہیں اور میدان عمل میں مردوں کے مد مقابل رہ کر جو صلاحیت کے جوہر اور فتح کے علم گاڑے ہیں تاریخ اس پر کسی طرح بھی خاموش نہیں ہے اور ہر مذہب اور اقوام کے افراد ان کی توصیف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

مگر ان سب میں بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا ایک ایسی خاتون ہیں کہ جس پر خاندان نبوت کو ناز ہے ہو اسلام کی ماتھے پر ایک ستارے اور جھومر کی طرح چمک رہی ہیں۔ وہ ارجمند خاتون کہ جس کے فضائل پر پیامبر اکرام اور خانوداہ عصمت و طہارت کے ان گنت فضائل ملتے ہیں وہ عورت جس کی شان اقدس میں ہر صاحب قلم جو پاک فکر رکھتا ہے اپنی پاکیزہ فکر کے توسل سے قصیدہ خوانی کرتا ہے اور پھر بھی اس سے ان کی شان کا حق ادا نہیں ہوتا۔ خاندان وحی کی سرپرست اور لولاک کی واحد دختر کے فضائل کو اگر یک جا کیا جائے تو دریا کو کوہ میں نہیں سمیٹا جا سکتا یہاں تک کہ دوسرے افراد نے بھی ان کے فضائل کو بیان کیا ہے وہ ان کی فکری توانائی کے ہم پلہ ہیں بن کہ ان خاتون کی شان اور منزلت کے مطابق بہر حال حضرت زہرا کے جنتے بھی فضائل ملتے ہیں اگر چہ وہ بہت فضیلت کے حامل ہیں اگر میں ان فضائل کو یہاں بیان کرنے لگوں تو مجھ جیسے کم علم اور کم فکر فرد کو کئی دفتر درکار ہوں گے۔ لیکن میں جس فضیلت کو سب سے بڑی فضیلت جانتا ہوں وہ ایسی فضیلت ہے جو انبیاء کے علاوہ اور ان کے ہم وزن بعض اولیا کے علاوہ کسی اور کے دامن میں نہیں ملتی۔ جناب رسول اکرام کی شہادت کے بعد یہ جو ۷۵ یا ۹۰ دن تک مسلسل جبرئیل کی آمد کا سلسلہ

جاری و ساری رہا وہ اب تک سی اور کے لئے واقع نہیں ہوا یہ حضرت صدیقہ مرضیہ بینت واحد پیام اکرام کے لئے ایک خاصہ ہے۔ اور اس بات کو ماہنامہ اصلاح لکھنو ۲۰۱۱ کے صفحہ ۱۱ پر بھی درج کیا گیا ہے۔

اس امر میں کوئی شک نہیں ہونا چاہئے کہ فضیلتوں کے بستی میں کچھ مقامات ایسے بھی ملتے ہیں کہ جن پر قد آور انبیای اور مرسلین بھی حضرت فاطمہ سے بہت پیچھے نظر آتے ہیں۔ جیس کہ محترمہ تنویر ذکیہ صاحبہ نے اپنی تحریر میں درج کیا ہے۔ اس تحریر سے کچھ سطور درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت آدم مٹی سے خلق کئے گئے اور جناب فاطمہ میوہ بہشت ہے

۲۔ حجرت نوع کے تین بیٹے تھے ایک بیٹا کافر تھا جو ڈوب کر ہلاک ہوا جناب فاطمہ کے دو پیٹے تھے (امام حسن و امام حسینؑ) جو جوانان جنت کے سردار ہیں۔

۳۔ حضرت ابرہیم کا ایک پیٹا اساعیلؑ کدا کی راہ میں قربان نہ ہو سکا جب کہ جناب فاطمہ کے دو پیٹے اسلام پر قربان ہوئے

۴۔ حضرت موسیٰ درخت کے زریعہ سے اللہ سے کلام کرتے تھے اور جناب فاطمہ مصلے پر پیٹھ کر اللہ سے کلام کرتی تھیں۔

۵۔ حضرت عیسیٰ کی مان پر لوگوں نے تہمت لگائی جناب فاطمہ کے پہلو پر طالموں نے دروازہ کو گرایا مگر دامن عصمت پر داغ نہ لگا سکے

۶۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ فاطمہ میری رسالت میں شریک ہیں۔ رسول عالمین کے لئے رحمت ہیں اور فاطمہ رسول کے لئے رحمت ہیں۔

۷۔ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ فامہ میری بہترین مدگار ہیں علی کل کے مدگار اور فاطمہ علی کی مدگار ہیں۔

۹۔ حضرت امام حسن اور امام حسین علیہ السلام کی والدہ گرامی فاطمہ ہیں اور مان کے پیروں تلے جنت ہوا کرتی ہے یعنی جنت کے سرداروں کی جنت فاطمہ کے پاؤں تلے ہے (افادات از زندگانی حضرت فاطمہ مولفہ سہدی و ستغیب)

مشہور ہے کہ کسی شے کی عظمت کی کبیر اور فاضل شخصیت کی طرف نسبت ہوا کرتی ہے جیسے کہ مسلمان کی طمت رسول اکرم پیام بر اکرم حضرت محمد مصطفیٰ کے پیروار کی نیسب سے ازواج کی عظمت رسول کی زوجیت کی نیسب سے اصحاب کی عظمت رسول کی صحبت میں پیٹھنے کی نسبت سے ۔ اسی لئے تو شاعر مشرق علامہ اقبال جو مفکر اسلام بھی ہیں وہ بھی اس نظریہ پر خاموش نہ رہ سکے اور فرماتے ہیں کہ

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز

از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز

اور جناب قیصر بارہوی نے جس انداز سے جناب زہرا کو نسبت دی

خلاقیت کی سان وہ پیکر ہو روشنی

جیسے دکھائے کنز خفی نقشہ جلی

حد جلا پہ آئنیہ حسن بندگی
یہ حسن بندگی ہے فقط عرت بنی
قائم ہیں سب اصول حرم عرض و طول میں
قران کلام کرتا ہے صحن رسول میں
ایک جگہ اور فرماتے ہیں
سیرت ہو جس کی سیرت سلطان انبی
اس کا وجود عظمت ایوان انبی
کیسے نہ ہو وہ نکہت بستان انبی
جھولا جسے جھلائے سلیمان انبی
دینا میں جنتوں کی ہوا خوریاں ملیں
سبحان ربان کی جسے لوریاں ملیں

مگر حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا خود جن عظمتوں کی مالکہ ہیں کہ خداوند کریم ملائکہ کے سامنے ان کی نسبت سے اہلبیت علیہم السلام کا تعارف حدیث کسائی میں کرواتے ہوئے کہتا ہے کہ فاطمہ کے باپ رسول فاطمہ کے سور امام علی فامہ کے فرزند امام حسن اور امام حسین ہیں۔ ڈاکٹر علی سریعتی بھی یہی فرماتے ہیں کہ حضرت فامہ زہرا کو صرف ایسی ہستی کی نسبت سے محترم اور عزیز نہ جانو بلکہ فاطمہ کو فاطمہ ذات والا صفات سے جانو اور ان کی پہچان یہی ہے کہ وہ فاطمہ ہیں اور یہ امر درست اور سچ ہے کہ سماج میں کچھ فکر خام خیالی اور کمراہی عام تھی جیسا کہ آج کل ہے کوئی ایک دوسرے پر اعتبا ہی نہیں کرتا اور ایک دوسرے کی اپنا پیٹ پھرنے کی فکر میں نقصان پہنچا رہا ہے۔ لڑکی باپ کے لئے باعث ننگ و عار جانی جاتی ہے اور عرب کے دور جاہلیت میں صنف نازک کو پیدا ہوتے ہی زندہ در گور کر دیا کرتے تھے مگر بی بی فاطمہ کے آمد سے عربوں کی سوچ میں ایس بڑی نمایاں تبدیلی آئی کہ قیامت تک انسان ماننے پر مجبور ہو گیا کہ واقعا اگر ایک لڑکی نیک تعلیم یافتہ اور حسن اخلاق و عمل سے آراستہ ہو تو نہ صرف اپنے والدین خاندان بلکہ پور قبیلہ اور ملک و ملت کے لئے وجہ افتخار ہوا کرتی ہے شاید ان ہی وجوہات کے بنا پیام بر اکرم نے اس وقت تک معاشرہ کی اصلاح اور تبلیغ شریعت کا کار کی شروعات نہیں کی تھی کہ حضرت فاطمہ سن بلوغ کو نہیں پہنچیں ہماری خواتین کو بھی اسی کی ضرورت ہے کہ وہ کتاب سیرت زہراہ پر عمل کرتے ہوئے اعلیٰ تعلیم اور بلند کردار خواتین بنیں۔ اور کامیابی کے زینے طے کر کے اپنی اور اپنی قوم اور ملک کی خدمت کریں۔

خیلفہ ثانی عمر بن خطاب کا جناب سیدہ[س] کو مارنے اور محسن کو شہید کرنے کا ابن ابی دارم کا اعتراف

نوٹ:

یہ تحریر استاد قزوینی حفظہ اللہ کے ادارہ کی اس تحریر کا ترجمہ ہے۔
شہبہ: ابن ابی دارم اس روایت کے راویوں میں سے ایک ہیں جس کے بارے میں ذہبی نے کتاب «میزان الاعتدال» میں رافضی کذاب لکھا ہے اگر چہ کہ اپنی پوری زندگی میں اعتقاد میں ثابت قدم تھے لیکن آخر ایام میں

شیخین کے مثال میں زیادہ بات کی ہے اور انہیں گالیاں دی ہیں اس بناء پر اس کی روایت ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔ تحقیقی جواب :

اصل روایت:

شمس الدین ذہبی نے سیر اعلام النبلاء اور میزان الاعتدال اسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی نے لسان المیزان میں، ابن ابی دارم سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے :

إنَّ عمر رفس فاطمة حتَّى اسقطت بمحسن.

عمر نے فاطمہ [س] کو ایسی لات ماری جس کے سبب محسن [ع] سقط ہو گئے.

الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، (متوفای 748ھ) میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ج 1، ص 283، تحقیق: الشیخ علی محمد معوض والشیخ عادل احمد عبدالموجود، ناشر: دار الکتب العلمیة - بیروت، الطبعة: الاولى، 1995م؛

الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، (متوفای 748ھ)، سیر اعلام النبلاء، ج 15، ص 578، تحقیق: شعيب الارناؤوط، محمد نعیم العرقسوسی، ناشر: مؤسسة الرسالة - بیروت، الطبعة: التاسعة، 1413ھ؛

العسقلانی الشافعی، احمد بن علی بن حجر ابو الفضل (متوفای 852ھ) لسان المیزان، ج 1، ص 268، تحقیق: دائرة المعارف النظامیة - الهند، ناشر: مؤسسة الاعلمی للمطبوعات - بیروت، الطبعة: الثالثة، 1406ھ - 1986م.

البتہ جیسا کہ شبہہ میں بیان ہوا ذہبی نے اور ابن حجر نے ابن ابی دارم کو رافضی کہتے ہوئے روایت کو رد کیا ہے اور کہتے ہیں:

احمد بن محمد بن السری بن یحیی بن ابی دارم المحدث ابو بکر الکوفی الرافضی الکذاب... ثم فی آخر ایامہ کان اکثر ما یقرا علیہ المثالب حضرته ورجل یقرا علیہ ان عمر رفس فاطمة حتی اسقطت بمحسن.

تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ کہ ابن ابی دارم کی وثاقت اور اعتبار اہل سنت کے نزدیک تھی اور انکی تضعیف کا سبب فقط اس جیسی روایت کا نقل کرنا ہے اس کے علاوہ کوئی نقص نہیں رکھتے ہیں اس لئے علماء اہل سنت کا اعتراف اس بات پر قائم ہے اسکی تمام زندگی عقائد اہلسنت پر گزری ہے اور علماء اہل سنت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ابن ابی دارم امام حافظ اور عالم اہلسنت ہیں لیکن بعض تاریخی حقائق کا نقل کرنا سبب بنا کہ اہلسنت کے قلم انکے خلاف لکھنے پر مجبور ہوئے اور انہیں تضعیف کا سامنا کرنا پڑا

شمس الدین ذہبی نے سیر اعلام النبلاء، میں انہیں «امام و پیشوا، حافظ و عالم» کہا ہے:

ابن ابی دارم. الامام الحافظ الفاضل، ابو بکر احمد بن محمد السری بن یحیی بن السری بن ابی دارم.... آگے لکھتے ہیں:

ابن ابی دارم حفظ اور معرفت کی صفت سے آراستہ تھے لیکن شیعیت کی طرف مائل تھے

کان موصوفا بالحفظ والمعرفة إلا انه یترفض.

اور یہ بھی لکھا:

وقال محمد بن حماد الحافظ، کان مستقیم الامر عامة دبره.

الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، (متوفای 748ھ)، سیر اعلام النبلاء، ج 15، ص 577 - 579،

تحقیق: شعيب الارناؤوط، محمد نعیم العرقسوسی، ناشر: مؤسسة الرسالة - بیروت، الطبعة: التاسعة، 1413ھ.

محمد بن حماد کہتے ہیں کہ: اپنی تمام زندگی میں مذہب اور عقیدہ پر ثابت قدم تھے.

اسی طرح وہ روایت جو رسول اکرم ص نقل کی جاتی ہے جس میں ابن ابی دارم روای ہیں حدیث یہ ہے :

الحلال بین، والحرام بین، و بین ذلك مشتبہات لا یعلمها کثیر من الناس. من ترک الشبہات استبرا لدینہ وعرضہ، ومن وقع فی الشبہات، وقع فی الحرام کالرأی إلی جنب الحمی، یوشک ان یواقعہ.

حلال وحرام کی حدیں واضح ہیں لیکن ان دونوں میں شبہات پائی جاتی ہیں جسے اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں جس کسی نے مشتبہ کو چھوڑا اس نے اپنے دین اور آبرو کو بچایا اور جو شبہات میں گرفتار ہوا حرام کا مرتکب ہوگا جس طرح بیمار کا ہمنشین ۔

ذہبی، اس روایت کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں :
الحدیث. متفق علیہ.

یہ حدیث متفق علیہ ہے .

الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، (متوفی 748ھ)، سیر اعلام النبلاء، ج 15، ص 577، تحقیق:

شعیب الارناؤوط، محمد نعیم العرقسوسی، ناشر: مؤسسة الرسالة - بیروت، الطبعة: التاسعة، 1413ھ؛

لیکن ذہبی آگے لکھتے ہیں اور برے الفاظ استعمال کرتے ہیں:

شیخ ضال معثر.

بڈھا، گمراہ ، خطاکار!!!.

عجیب ہے کہ ایک شخص پوری زندگی ثابت قدم رہے اور امام ، حافظ اور فاضل لقب پا لے حافظہ قوی اور صاحب معرفت دینی بھی ہو اور اسکی روایت سب کے لئے قابل قبول ہو لیکن ساتھ میں وہ گمراہ اور خطاکار بھی ہو؟!

کیا امام حافظ فاضل صاحب حفظ و معرفت، «شیخ ضال معثر» کے ساتھ جمع ہو سکتے ہیں؟

ہاں کیوں نہیں جمع ہو سکتے ہیں جب اپنے خلفاء کی عزت بچانے کے لئے بے جا دفاع کیا جائے تو ضرور ایسا بھی ہو سکتا ہے جسے ذہبی نے انجام دے کر بتا دیا، اور یہ تاریخ میں ایسے عجوبہ وجود میں لا سکتے ہیں اور ایک ہی صفحہ میں دو مختلف بات کرسکتے ہیں ۔

اس بناء پر سوال ہے کہ :

کیا رافضی ہونا راوی کو وثاقت سے گرا دیتا ہے ؟

کس عقلمند نے کہا ہے کسی کو رافضی ہونے کی بناء پر اس کی روایت کو رد کردو اور اسے باطل اعلان کرو ؟ اگر اس طرح ہونے لگا تو اہل سنت کو اپنی متعدد روایت سے جو صحاح کی روایت ہیں باطل کی مہر لگانی ہوگی اس لئے صحاح ستہ کے لکھنے والوں نے بہت سی روایت رافضی افراد سے نقل کی ہے جس میں سے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں

1. عبید اللہ بن موسیٰ:

ذہبی لکھتے ہیں:

قال ابن مندۃ کان احمد بن حنبل یدل الناس علی عبید اللہ وکان معروفاً بالرفض لم یدع احدا اسمہ معاویۃ یدخل دارہ.

ابن مندہ کہتے ہیں کہ : احمد بن حنبل لوگوں کو انکی طرف رجوع کرنے کا کہتے تھے ، رافضی ہونے میں مشہور

تھے اپنے گھر میں ایسے کسی بھی شخص کو آنے نہیں دیتے تھے جس کا نام معاویہ ہو ۔

الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، (متوفای 748ھ)، سیر اعلام النبلاء، ج 9، ص 556، تحقیق: شعیب الارناؤوط، محمد نعیم العرقسوسی، ناشر: مؤسسة الرسالة - بیروت، الطبعة: التاسعة، 1413ھ۔

آگے لکھتے ہیں

وحديثه في الكتب الستة.

انکی روایات صحاح ستہ میں موجود ہیں۔

مزی نے تہذیب الکمال میں لکھا ہے کہ : تمام صحاح ستہ میں انکی روایت موجود ہے ۔

عُبَيْدُ اللَّهِ بن موسى بن أَبِي المختار، واسمه باذام العبيسي، مولاہم ابو محمد الکوفی۔

رَوَى عَنْ: إبراهيم بن إسماعيل بن مجمع (ق)، واسامة بن زيد الليثي (م)، واسرائيل بن يونس (خ م ت س)، وإسماعيل بن أَبِي خالد (خ)....

المزی، یوسف بن الزکی عبدالرحمن ابو الحجاج (متوفای 742ھ)، تہذیب الکمال، ج 19، ص 164، تحقیق د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بیروت، الطبعة: الاولى، 1400ھ - 1980م۔

حرف علامت جو عبارت میں یہ علامتی نشان ہے "خ" سے مراد بخاری ہے "م" سے مسلم "ق" سے ابن ماجہ قزوینی "ت" سے ترمذی اور "س" سے نسائی مراد ہیں

2. جعفر بن سلیمان الضبعی:

اہل سنت کے علماء نے انہیں رافضی اور شیعیان غالی میں شمار کیا ہے خطیب بغدادی نے یزید بن رزیع سے نقل کیا ہے :

فان جعفر بن سليمان رافضی.

البغدادی، احمد بن علی ابو بکر الخطیب (متوفای 463ھ)، تاریخ بغداد، ج 5، ص 164، ذیل ترجمہ احمد بن المقدام بن سلیمان، رقم 2925، ناشر: دار الكتب العلمية - بیروت.

مزی نے لکھا : بخاری نے کتاب الادب المفرد اور صحاح ستہ کے مولفین نے اس سے روایت نقل کی ہے: روی له البخاری فی "الادب" والباقون.

المزی، یوسف بن الزکی عبدالرحمن ابو الحجاج (متوفای 742ھ)، تہذیب الکمال، ج 5، ص 50، تحقیق د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بیروت، الطبعة: الاولى، 1400ھ - 1980م۔

3. عبد الملك بن اعین الکوفی:

انکی بھی روایات صحاح ستہ میں ہے مزی نے سفیان کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ یہ رافضی ہیں:

عن سفیان: حدثنا عبد الملك بن اعین شیعى کان عندنا رافضی صاحب رای.

آگے لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا سَفْيَان، قَالَ: هم ثلاثة إخوة: عبد الملك بن اعین، ووزارة بن اعین، وحرمان بن اعین، روافض کلهم، اخبثهم قولاً: عبد الملك

المزی، یوسف بن الزکی عبدالرحمن ابو الحجاج (متوفای 742ھ)، تہذیب الکمال، ج 18، ص 283، تحقیق د. بشار

عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الاولى، 1400ھ - 1980م.

صحاح ستہ میں کافی ایسے راوی ہیں جو رافضیت سے متہم ہوئے ہیں اور انکی تعداد اتنی زیادہ ہے اہلسنت کے علماء کو یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ اگر ہم راوی کو اس کے رافضی ہونے کی وجہ سے رد کردیں تو اہلسنت کی کتابیں برباد ہوجائیں گی جیسا کہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں

قال علی بن المدینی: « لو ترکت اهل البصرة لحال القدر، ولو ترکت اهل الکوفة لذلك الراي، یعنی التشيع، خربت الكتب »

اگر ہم اہل بصرہ کو مذهب قدری ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیں اور کوفیوں کو انکی رائے یعنی شیعہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیں تو ہمارے کتابیں برباد ہوجائیں گی

خطیب ، علی بن مدینی کے جملے کی تشریح میں کہتے ہیں :

قوله: خربت الكتب، یعنی لذهب الحديث.

کتاب نابود و خراب ہونے سے مراد احادیث ختم ہوجائیں گی ۔

البغدادی، احمد بن علی ابو بکر الخطیب (متوفای 463ھ) الکفایة فی علم الروایة، ج 1، ص 129، تحقیق: ابو عبدالله السورقی، إبراهيم حمدي المدني، ناشر: المكتبة العلمية - المدينة المنورة.

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

وسئل عن الفضل بن محمد الشعراني، فقال: صدوق في الرواية إلا انه كان من الغالين في التشيع، قيل له: فقد حدثت عنه في الصحيح، فقال: لان كتاب استاذي ملآن من حديث الشيعة یعنی مسلم بن الحجاج .»

اس سے فضل بن محمد شعرانی کے بارے میں سوال ہوا ۔ انہوں نے کہا: فضل روایت میں صدوق ہیں لیکن وہ تشیع میں افراط کرتے تھے ان سے کہا گیا آپ نے فضل سے صحیح میں روایت نقل کی ہے ۔ انہوں نے کہا میرے استاد کی کتاب شیعہ افراد سے بھری ہوئی ہے یعنی صحیح مسلم

البغدادی، احمد بن علی ابو بکر الخطیب (متوفای 463ھ) الکفایة فی علم الروایة، ج 1، ص 131، تحقیق: ابو عبدالله السورقی، إبراهيم حمدي المدني، ناشر: المكتبة العلمية - المدينة المنورة.

آیا رافضیت میں افراط کرنا باعث تضعیف راوی ہے ؟ ممکن ہے کوئی اعتراض کرے کہ رافضی ہونا جرح کا سبب نہیں ہوتا ہے لیکن جرح ایسی صورت میں ہے جب کوئی رافضیت میں افراط کرے یعنی امام علی [ع] سے محبت کرے اور انہیں شیخین پر مقدم کرے اور سب شیخین کرے جیسا کہ ابن حجر عسقلانی نے بیان کیا :

والتشيع محبة علی وتقديمه علی الصحابة فمن قدمه علی ابی بکر وعمر فهو غال في تشيعه ويطلق عليه رافضی وإلا فشيعی فإن انضاف إلى ذلك السب او التصريح بالبغض فغال إلا في الرفض وإن اعتقد الرجعة إلى الدنيا فاشد في الغلو.

تشیع، علی [ع] سے محبت کرنے اور انہیں دوسرے تمام اصحاب پر مقدم جانے کو کہا جاتا ہے اور وہ ابوبکرو عمر پر بھی فوقیت دے تو اپنے تشیع میں افراطی ہے

اور اسے رافضی کہا جاتا ہے لیکن اگر فقط ان سے محبت کرتا ہو ایسا شخص شیعہ ہے اور اگر محبت کے علاوہ صحابہ کو برا بھلا کہتا ہے گالیاں دیتا ہے یا بھر بغض کا اظہار کرتا ہے شیعہ افراطی ہے اور اگر رجعت پر بھی یقین رکھتا ہے تو اس کا افراط شدید تر ہے ۔

العسقلانی الشافعی، احمد بن علی بن حجر ابو الفضل (متوفای 852ھ)، ہدی الساری مقدمة فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج 1، ص 459، ناشر: دار المعرفة - بيروت - 1379 -، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقي، محب

الدين الخطيب.

محمد بن اسماعيل الامير الصنعاني ، ابن حجر عسقلاني سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں :
التشيع محبة على عليه السلام وتقديمه على الصحابة فمن قدمه على ابي بكر وعمر رضي الله عنهما فهو غال في التشيع ويطلق عليه رافضي وإلا فشيعة فإن انضاف إلى ذلك السب والتصريح بالبغض فغال في الرفض انتهى كلامه.

تشيع، علی[ع] سے محبت اور انہیں دوسرے اصحاب پر مقدم کرنے کا نام ہے اور اگر کوئی علی [ع] کو ابوبکر و عمر پر مقدم کرے وہ شیعہ افراطی ہے اور اسے رافضی کیا جاتا ہے اور اگر سب و لعن کا اضافہ کرے تو وہ رافضی افراطی ہے .

محمد بن اسماعيل الامير الصنعاني بات کو آگے بڑاتے ہوئے لکھتے ہیں :
واما الساب فسب المؤمن فسوق صحابيا كان او غيره إلا ان سباب الصحابة اعظم جرما لسوء ادبه مع مصحوبه صلى الله عليه و سلم ولسابقتهم في الإسلام. وقد عدوا سب الصحابة من الكبائر كما ياتي عن الفريقين الزيدية ومن يخالف مذهبهم.

مومن کو سب کرنا فسق ہے اگرچہ صحابی ہی کیوں ہو لیکن صحابہ کو سب کرنا بڑا گناہ ہے اس لئے ان لوگوں کی بے ادبی کی ہے جو رسول ص کے ساتھ بیٹھنے والے تھے اور وہ اسلام و مسلمین میں دوسروں کی نسبت سبقت رکھتے ہیں اور سب صحابہ کو کبائر میں شمار کیا ہے... »

الصنعاني، محمد بن إسماعيل الامير الحسنی (متوفای 1182ھ)، ثمرات النظر فی علم الاثر، ج 1، ص 39 - 40، :
تحقیق: رائد بن صبری بن ابی علفہ، ناشر: دار العاصمة للنشر والتوزيع - الرياض - السعودية، الطبعة: الاولى، 1417ھ - 1996م.

لیکن صحاح ستہ کے راویوں پر نگاہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے اس کی سند میں ایسے افراد ہیں جو افراطی رافضی ہیں کہ اس بات کا اہل سنت کے علماء نے اعتراف کیا ہے مثال کے طور پر :

1. تَلِيد بن سليمان المحاربی، ابو سليمان

یہ رجال سنن ترمذی سے ہیں جو ابوبکر و عمر کو گالیاں دیا کرتے تھے
مزی انکے بارے میں لکھتے ہیں :

وقال ابو داود: رافضي خبيث، رجل سوء، يشتم ابا بكر وعمر.

ابو داود نے کہا: یہ رافضی ، خبیث ، برا انسان ہے ابو بکر اور عمر کو گالیاں دیا کرتا ہے
آگے لکھتے ہیں:

وَقَالَ [عَبَّاسُ الدُّورِيِّ] فِي مَوْضِعٍ آخَرَ: كَذَابٌ، كَانَ يَشْتُمُ عِثْمَانَ، وَكُلَّ مَنْ شَتَمَ عِثْمَانَ، أَوْ طَلَحَةَ، أَوْ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ (ص)، دَجَالٌ، لَا يَكْتُبُ عَنْهُ، وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ.

عباس دوری، نے دوسری مقام پر انکے بارے میں کہا ہے کذاب ہیں عثمان کو گالیاں دیا کرتا تھا اور جو بھی عثمان یا طلحہ یا کسی بھی اصحاب کو گالی دے وہ دجال ہے اس سے حدیث نہیں لی جاتی ہے ، اللہ ، فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہو اس پر ،

المزی، يوسف بن الزکی عبدالرحمن ابو الحجاج (متوفای 742ھ)، تهذيب الكمال، ج 4، ص 321، تحقیق د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الاولى، 1400ھ - 1980م.

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

كُذِّبَ كَانِ يَشْتَمُ عُثْمَانَ....

جھوٹا اور عثمان کو گالیاں دیتا تھا۔

یہ بھی لکھتے ہیں:

وقال ابن حبان: كان رافضياً يشتم الصحابة.

ابن حبان نے کہا ہے : وہ رافضی اور صحابہ کو گالیاں دینے والا تھا

العسقلانی الشافعی، احمد بن علی بن حجر ابو الفضل (متوفی 852ھ) تہذیب التہذیب، ج 1، ص 447، ناشر: دار

الفکر - بیروت، الطبعة: الاولى، 1404ھ - 1984م.

ان تمام باتوں کے باوجود اسی شخص کی ، بزرگ علماء اہلسنت توثیق کرتے ہیں اور ایسی روایات اس سے نقل

کرتے ہیں جو اہلسنت کے فائدہ میں ہے ابن حجر نے ان کے احوال میں لکھتا ہے :

عن احمد كان مذهبه التشيع ولم نر به باسا وقال ايضا كتبت عنه حديثا كثيراً عن ابي الجحاف.

احمد بن حنبل سے نقل ہے کہ وہ ایک شیعہ تھے ان کے اندر کوئی عیب نہیں تھا [روایت کے اعتبار سے] اور یہ بھی

کہا ہے میں نے اس سے بہت حدیثیں لکھی ہیں

وقال البخاری تکلم فيه يحيى بن معين ورماه وقال العجلي: لا باس به كان يتشيع ويدلس.

بخاری کہتے ہیں:تلمذ کے بارے میں یحیی بن معین نے کلام کیا ہے اور انکی مذمت کی ہے لیکن عجلٰی نے کہا

اس میں کوئی نقص نہیں ہے اظہار تشیع کرتا تھا اور نقل تغیر دیتے تھے

العسقلانی الشافعی، احمد بن علی بن حجر ابو الفضل (متوفی 852ھ) تہذیب التہذیب، ج 1، ص 447، ناشر: دار

الفکر - بیروت، الطبعة: الاولى، 1404ھ - 1984م.

مزى نے تہذیب الکمال میں لکھا ہے :

روى له التَّزْمِذِيُّ: حديث ابي الجحاف عن عطية عن ابي سَعِيدٍ: قال النبي (ص): ما من نبى إلا وله وزيران...

الحديث. وَقَالَ: حسن غريب.

المزى، يوسف بن الزكى عبدالرحمن ابو الحجاج (متوفی 742ھ)، تہذیب الکمال، ج 4، ص 321، تحقیق د. بشار

عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بیروت، الطبعة: الاولى، 1400ھ - 1980م.

البتہ واضح ہے کہ یہ روایت اہلسنت کے حق میں ہے اور تلید بن سلیمان نے فضائل خلیفہ اول اور دوم میں نقل

کی ہے حسن کہی گئی ہے لیکن وہ روایات جو اہلسنت کے خلاف ہے اور شیخین سے پردہ اٹھاتی ہے تلید کے

رافضی ہونے کی بناء پر ضعیف شمار ہونے لگتی ہے

ان تمام باتوں کو چھوڑ دیں اہل سنت کے علماء جرح و تعدیل نے ایسے افراد کی بھی توثیق کی ہے جو امیر

المومنین علی [ع] کو سب و شتم کیا کرتے تھے اب سوال کرتے ہیں جب سب و شتم صحابہ تضعیف کا باعث

بنتا ہے تو نواصب، روات کی توثیق کیوں کی ہے ؟؟

آیا جو ابو بکر و عمر کی کو سب کرے وہ ضعیف ہے اور جو امیر المومنین علی [ع] کو سب کرے وہ ثقہ ہے ؟ یہ

کیسی منافقت ہے ؟

ذیل میں چند نواصب کو بیان کرتے ہیں جن کی توثیق علماء اہل سنت نے کی ہے

1- حریز بن عثمان الحمصی:

یہ ملعون شخص 70 مرتبہ مولائے کائنات علی [ع] کو لعن کیا کرتا تھا مزی نے تہذیب الکمال میں ، ذہبی نے تاریخ الإسلام میں، ابن حجر نے تہذیب التہذیب میاں اور بدر الدین عینی نے مغانی الاخبار میں لکھا ہے :

عن احمد بن سليمان المروزي: حدثنا إسماعيل بن عياش، قال: عادت حريز بن عثمان من مصر إلى مكة فجعل يسب عليا ويلعنه.

احمد بن سليمان مروزی نے اسماعیل بن عیاش سے نقل کیا ہے کہ :میں مصر سے مکہ تک حریز بن عثمان کے ساتھ تھا اس دوران مسلسل علی [ع] کو سب و شتم اور لعن کرتا رہ

المزی، یوسف بن الزکی عبدالرحمن ابو الحجاج (متوفای 742ھ)، تہذیب الکمال، ج 5، ص 576، تحقیق د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بیروت، الطبعة: الاولى، 1400ھ - 1980م.

الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان، (متوفای 748ھ)، تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والاعلام، ج 10، ص 123، تحقیق د. عمر عبد السلام تدمری، ناشر: دار الكتاب العربی - لبنان/ بیروت، الطبعة: الاولى، 1407ھ - 1987م.

العسقلانی الشافعی، احمد بن علی بن حجر ابو الفضل (متوفای 852ھ) تہذیب التہذیب، ج 2، ص 209، ناشر: دار الفکر - بیروت، الطبعة: الاولى، 1404ھ - 1984م.

العینی، بدر الدین محمود بن احمد (متوفای 855ھ)، مغانی الاخیار، ج 1، ص 187.

ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے :

وقال ابن حبان: كان يلعن علياً بالبغدة سبعين مرة، وبالعشى سبعين مرة، فقليل له في ذلك، فقال: هو القاطع رؤوس آبائي واجدادی.

ابن حبان کہتا ہے کہ : حریز علی[ع] کو صبح میں 70 بار اور شام میں 70 بار لعن کیا کرتا تھا میں اس سے علت معلوم کی تو اس نے کہا : علی[ع] نے میرے آباء و اجداد کے سر قلم کئے ہیں

العسقلانی الشافعی، احمد بن علی بن حجر ابو الفضل (متوفای 852ھ) تہذیب التہذیب، ج 2، ص 209، ناشر: دار الفکر - بیروت، الطبعة: الاولى، 1404ھ - 1984م.

مزی نے تہذیب الکمال میں ، ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے :

وسالت احمد بن حنبل عنه فقال ثقة ثقة وقال ايضا ليس بالشام اثبت من حريز... قال: وَقَالَ ابو داود: سمعت

احمد وذكر له حريز وابو بكر بن أبي مريم وصفوان، فقال: ليس فيهم مثل حريز، ليس اثبت منه، ولم يكن يرى

القدر، قال: وسمعت احمد مرة اخرى يقول: حريز ثقة، ثقة.

: میں نے اس کے بارے احمد بن حنبل سے سوال کیا : کہا: ثقہ ہے ثقہ ہے ۔اور کہا شام میں حریز سے زیادہ

کوئی نقل میں مورد اطمینان شخص نہیں ہے معاذ بن معاذ کہتے ہیں کہ جب میں احمد بن حنبل کے

پاس تھا تو حریز، ابوبکر بن مریم اور صفوان کا تذکرہ ہوا تو احمد سے سنا کہ ان میں حریز جیسا کوئی نہیں ہے

اور اسکے علاوہ کوئی اور نقل میں معتبر ترین نہیں ہے میں نے ایک بار پھر احمد سے سنا ہے کہ : حریز ثقہ

ہے ثقہ ہے

العسقلانی الشافعی، احمد بن علی بن حجر ابو الفضل (متوفای 852ھ) تہذیب التہذیب، ج 2، ص 209، ناشر: دار

الفکر - بیروت، الطبعة: الاولى، 1404ھ - 1984م.

المزى، يوسف بن الزكى عبدالرحمن ابو الحجاج (متوفى 742ھ)، تهذيب الكمال، ج 5، ص 572، تحقيق د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الاولى، 1400ھ - 1980م.

ابن حجر نے حریر کے ترجمہ کے ابتداء میں لکھا:

[من رجال البخاری والاربعة.

یہ بخاری کا اور چار صحاح کا راوی ہے [مسلم کے علاوہ].

و بدر الدین عینی نے لکھا:

روى له الجماعة سوى مسلم، وابو جعفر الطحاوى. وفى التهذيب: روى له البخارى حديثين.

العینی، بدر الدین محمود بن احمد (متوفى 855ھ)، مغانی الاخیار، ج 1، ص 187.

اگر سب و شتم صحابہ تضعیف کا باعث بنتا ہے تو بخاری نے کیوں اس سے روایت نقل کی ہے؟ امام احمد بن حنبل کیوں اسکی توثیق کی ہے؟

2. عمر بن سعد بن ابی وقاص، قاتل امام حسین (ع):

مزى نے تهذيب الكمال میں اور ابن حجر نے تهذيب التهذيب میں ، عمر بن سعد بن ابووقاص، جو كربلا میں یزیدیوں کا مشہور سپہ سالار تھا ،بارے میں لکھا ہے :

وَقَالَ احمد بن عبد الله العجلي: كان يروى عن ابیه احاديث، وروى الناس عنه. وبو الذى قتل الحسين، وبو تابعى ثقة.

عجلی نے کہا ہے : عمر بن سعد اپنے والد سے روایت نقل کرتا ہے اور دیگر افراد اس سے روایت نقل کرتے ہیں یہ وہی ہے جس نے حسین [علیہ السلام] کو قتل کیا ہے یہ ثقہ ہے اور تابعی ہے

المزى، يوسف بن الزكى عبدالرحمن ابو الحجاج (متوفى 742ھ)، تهذيب الكمال، ج 21، ص 357، تحقيق د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الاولى، 1400ھ - 1980م.

العسقلانى الشافعى، احمد بن على بن حجر ابو الفضل (متوفى 852ھ) تهذيب التهذيب، ج 7، ص 396، ناشر: دار الفكر - بيروت، الطبعة: الاولى، 1404ھ - 1984م.

عجیب بات ہے اہل سنت کے لئے وہ شخص ثقہ ہے جس نے بیدردی سے فرزند رسول اکرم ص کو قتل کیا ہے اور رسول اکرم ص کی بیٹیوں کو قیدی بنایا ہے اور انکے لئے ایسے افراد کی روایت حجت رکھتی ہو لیکن اگر کوئی علی [ع] سے محبت رکھتا ہو اور انہیں خلفاء ثلاثہ پر مقدم سمجھتا ہو یا کبھی انکی توہین کی ہو اس کی روایت ضعیف اور غیر قابل؛ قبول بن جاتی ہے؟

نتیجہ:

روایت ابن ابی دارم، کسی بھی طرح کا نقص نہیں رکھتی ہے اور وہ تہمت جو اسے لگائی گئی ہے مثل رافضی یا رافضی افراطی روایت پر اثر انداز نہیں ہوتی ہے اس لئے ایسی تہمت بخاتی ، مسلم اور دیگر صحاح کے راویوں کے لئے بھی لگائی گئی ہے۔

اللهم صل على محمد و آل محمد

